حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی علم دین کے ستون
تھے ۔ آپکے مشوروں اور [illegible]
[illegible] ملت
اسلامیہ کیلئے شمع ہدایت کا
کام دیتے رہیں گے یہ مجموعہ
تجربہ علمی کا نچوڑ اور دینی
معلومات کا وسیع سرمایہ ہے ۔

ماشآء اللہ لا قوۃ الا باللہ الخ

مبوب بطرز جدید

فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

باہتمام

حاجی محمد زکی عفی عنہ برائے دار الافتاء

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

نام کتاب ——— فتاوٰی عزیزی
جلد ———
ناشر ——— ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
ضخامت ——— ۶۳۲ صفحات
کتابت ——— حافظ گلزار احمد
تعداد ——— ایک ہزار
پریس ——— ایجوکیشنل پریس کراچی
سن طبع ——— سنہ ۱۳۸۷ھ
طبع جدید ——— ۱۴۰۸ھ

ملنے کا پتہ
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عَرضِ مُرتب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم والعاقبۃ للمتقین۔

اما بعد۔ فتاوٰی عزیزی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مختلف مضامین اور فتاوی کا بیش بہا علمی مجموعہ ہے جو ہر زمانہ میں یکساں مفید ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے ہر طبقہ کے علما اس کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس سے بھی واقف ہیں کہ علمی و مذہبی دنیا میں حضرت شاہ صاحبؒ کا مقام کیا ہے اور آپ کی دینی و علمی خدمات نے مسلمانانِ ہند کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ اسی اہمیت کی بنا پر عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب مالک مطبع مجیدی کانپور نے تالیف فتاوٰی عزیزی فارسی کا اُردو ترجمہ کروایا تھا۔ ترجمہ کرنے کی خدمت جناب مولوی عبدالواجد صاحب نو لوی غازیپوری مؤلف تحفۃ الاتقیاء فی فضائل انبیاء نے انجام دی ۲۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ میں پہلی جلد کا ترجمہ مکمل ہوا۔ اور یکم محرم سنہ ۱۳۲۳ھ کو جلد دوم کے ترجمے کی تکمیل ہوئی۔ ان ہر دو ترجموں کو سرورِ عزیزی المعروف ترجمہ فتاوٰی عزیزی کے نام سے محترم جناب حاجی محمد شفیع صاحب ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب مالک مطبع مجیدی کانپور نے دو جلدوں میں شائع کیا تھا۔

تالیفِ فتاوٰی عزیزی جو دو جلدوں پر مشتمل تھی، ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ جس میں فقہ، عقائد، تصوف اور کلام کے مضامین شامل ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ علمی اور دینی خدمت طالبانِ علم و دین و متلاشیانِ حق کیلئے افادیت کا بہترین سرچشمہ و ماخذ ہے۔ اب اسے از سرِ نو ابواب و عنوانات کے تحت تقسیم کرنے کے علاوہ آسان اور عام فہم بنانے کی بھی کوشش کی ہے۔ مختلف مضامین کو معنوی اعتبار سے حسب ضرورت پیراگراف میں تقسیم کیا گیا ہے اور مضمون در مضمون کی وجہ سے پڑھنے والے کو اصل مفہومِ مضمون حاصل کرنے میں جو دشواری و الجھن پیدا ہو جاتی ہے اسے دور کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلسل اور طویل مضامین کو پیراگراف کی صورت دے کر سہل الحصول بنایا گیا ہے۔

سرورِ عزیزی المعروف اُردو ترجمہ فتاوٰی عزیزی کی۔ دونوں جلدوں کے مضامین کو ایک جا کر کے انکو ابواب و عنوانات کے تحت لگیا ہے۔ مغلق عبارتوں کو آسان کر دیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو دورِ حاضرہ کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ کے اکثر الفاظ و جملوں کو اکثر مقامات پر اس طرح تبدیل کر دیا گیا ہے کہ مترجم اور حضرت شاہ صاحبؒ کے اظہارِ مقصد میں کسی قسم کا فرق نہ آنے پائے اور زبان سلیس اور عام فہم ہو جائے۔ ابواب حسبِ ذیل قائم کئے گئے ہیں۔

باب التفسیر و التشریح۔ باب العقائد۔ باب التصوف۔ باب الخلافت۔ باب الفقہ۔

عنوانات	صفحہ نمبر
حسب، نسب، شرافت اور نجابت۔	۳۳۲
تفضیل اولادِ اعمام آنحضرت کی تشریح۔	〃
معراج شریف کا حال روایات کی روشنی میں۔	۳۳۵
شجرۂ بیعۃ الرضوان۔	۳۴۷
فرقۂ ناجیہ۔	۳۴۹
گمراہ فرقوں کا بیان۔	۳۵۰
رئیس جنوبی کی رحلت۔	۳۵۴
حدیث افتراقِ امت پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۳۵۶
عشرۂ مبشرہ کے علاوہ دوسروں پر قطعی بہشتی یا دوزخی کا حکم۔	۳۶۰
وفاتِ رسول (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔	۳۶۱
"اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ" کی تشریح۔	۳۶۲
"اَلسِّرُّ الْجَلِیْلُ" یعنی فضیلت شیخین۔	۳۶۳
دفع سب صحابہ پر ایک بحث۔	۳۸۸
اقتدا بالشیعہ کا مسئلہ۔	۳۸۹
اختلاف احکام در بارہ ناکثین قاسطین اور مارقین کی حکمت۔	۳۹۰
مسئلۂ عصمت سے متعلق ایک بحث۔	۳۹۱
ایمان و کفر کے مسائل میں کافر کا اطلاق کس پر ہوگا؟	۳۹۵
موجبِ کفر کیا ہے؟	۴۰۲
لزوم کفر اور التزام کفر میں فرق۔	۴۰۳
فضائلِ ایمان اہلِ کتاب۔	〃
خلودِ نار کا عذاب مطلقاً کفر کا خاصہ ہے۔	۴۰۷
فرقۂ امامیہ کے متعلق فیصلہ۔	۴۱۰
خوارج اور شیعہ میں مساوات کا وہم اور اس کا ازالہ۔	〃

عنوانات	صفحہ نمبر
قذفِ حضرت عائشہؓ یا سب صحابہ کے ارتکاب کا وبال۔	۴۱۱
تفضیل شیخین بر علی مرتضیٰ کے بیان کی نوعیت	۴۱۲
فرقۂ تفضیلیہ کی امامت کا مسئلہ	〃
مروان وغیرہ کو برا کہنا۔	۴۱۳
لاعلمی سے کلمۂ کفر کا کہنا۔	۴۱۴
اہانتِ علم اور علماء۔	〃
تکفیر اہلِ قبلہ و اہلِ شہادت۔	〃
کفار سے سوالات۔	۴۱۵
کفار کی مشابہت کس میں منع ہے۔	۴۱۷
ماں باپ نے جس کو عاق کر دیا ہو	〃
تلاوتِ قرآن بر طعام۔	〃
استحلال الحرام واستحرام الحلال (اِسْتِحْلَالُ الْحَرَامِ وَاِسْتِحْرَامُ الْحَلَالِ)۔	۴۱۸
احادیث کی رکیک تاویلات۔	〃
بابُ الفقہ	
فوائد بسم اللہ	۴۲۰
خواص حمدلہ	۴۲۱
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چند جامع قواعد	۴۲۲
بیان ماخذ مذاہبِ اربعہ۔	۴۲۹
اختلاف علماء کا سبب	۴۳۰
اصول دین کے مسائلِ مختلفہ کی تعداد	۴۳۱
مقلد کا کسی خاص مسئلہ میں دوسرے امام کی پیروی۔	۴۳۲
احناف بعض مسائل میں صاحبین کی اقتدا کرتے ہیں شافعی کی نہیں۔	۴۳۸

عنوانات	صفحہ نمبر
حنفی کا بعض مسئلہ میں مذہبِ شافعی پر عمل درآمد۔	۴۳۹
کیا محدثین فقہ پر عمل کرتے ہیں؟	۴۴۱
منکرِ حدیث کا حکم۔	〃
منکرِ فقہ کا حکم۔	۴۴۲
امامِ زمانہ سے مراد کیا ہے؟ اس کی تشریح۔	〃
مسِ مصحف کا مسئلہ۔	۴۴۸
مسئلہ متعلقہ تجوید۔	۴۵۲
آداب تلاوت قرآن پاک۔	۴۵۳
دار الاسلام منقلب بدار الحرب ہو سکتا ہے؟	۴۵۴
مسائلِ نماز	
عدمِ تنجس مؤمن کی تشریح۔	۴۵۶
تنجسِ کافر کی تشریح۔	۴۵۷
شرعی نجاست کے طبقات۔	۴۵۹
استبراء عن البول یعنی پیشاب سے پاکی حاصل کرنا	۴۶۲
بے پردہ عورت کے شوہر کی امامت۔	۴۶۳
حنفی کی دوسرے مذہبی امام کے پیچھے اقتدا۔	〃
امامت تفضیلیہ۔	〃
تعیین وقت الظہر۔	۴۶۴
تشہد میں انگلی اٹھانا۔	۴۶۸
کیا تشہد میں انگلی اٹھانا مسنون ہے؟	۴۷۳
تشہد میں انگلی اٹھانے کا مسئلہ۔	〃
جمعہ کے لئے سلطان یا نائب سلطان کی شرط۔	۴۷۴
نائب سلطان ہونے کی صورت کا حکم۔	۴۷۵
نماز کے لئے کھڑا ہو کر آیت "وَاتَّخِذُوْا الخ" وغیرہ پڑھنے کا حکم۔	〃

عنوانات	صفحہ نمبر
صلوٰۃ التسبیح کے مخاطب حضرت عباس ہیں تو حکم عام کیسے ہوا۔	۴۷۶
بعد نماز صبح سلام علیک کہنا۔	〃
تعیین وقت تہجد	۴۷۷
استقبال کعبہ پر قیاس فاسد اور اس کا جواب۔	〃
قبرستان میں نماز۔	۴۷۹
صلاۃ وسطیٰ پر بحث	۴۸۰
عورتوں کیلئے نماز کے احکام	
کیا عورتوں کیلئے نماز میں کچھ خصوصی احکام ہیں؟	〃
سنن رواتب و نوافلِ مقررہ کے علاوہ کی نمازیں۔	۴۸۱
نماز تراویح کی تفصیل۔	〃
تراویح اور رمضان کی فضیلت	۴۸۲
اعمال کے ثواب میں کمی بیشی	۴۸۶
کیا اعمال کے ثواب میں کمی بیشی ہوتی ہے؟	〃
کیا ثوابِ اعمال کا بندہ مالک ہو جاتا ہے؟	۴۸۹
عبادات و اعمال کو اجرت پر دینے کا حکم۔	۴۹۰
تعلیم قرآن پر اجارہ	۴۹۲
تراکیب نماز استسقاء، کسوف اور عاشورہ وغیرہ۔	〃
سنن رواتب پر سختی سے پابندی۔	۴۹۳
وضو نماز جنازہ سے نماز پنجگانہ پڑھنا۔	۴۹۴
مسح لحیہ کی تحدید۔	〃
کمبل اور نمدہ وغیرہ پر نماز و سجدۂ تلاوت وغیرہ	〃
مرض انفلات الریح یعنی ہوا نکلنے کی بیماری کا حکم۔	〃
مسائلِ دعاء	
دعائے انبیاء کی تاثیر۔	۴۹۵

لعدم اتحاد القائلین انتہٰی

ترجمہ: یعنی علامہ شمس الدین خیالی نے اس قول کے ومن قواعد اھل السنۃ ان لا یکفر کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معنی اس قاعدہ کا یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ مسائل اجتہادیہ میں اس واسطے کہ اس امر میں نزاع نہیں کہ اس شخص کو کافر کہنا چاہیئے جس شخص نے انکار کیا ضروریات دین سے اور اس مقام میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ قاعدہ شیخ اشعری رح اور ان کے بعض تابعین کے نزدیک ہے لیکن دوسرے بعض علماء کرام کے نزدیک یہ قاعدہ ثابت نہیں۔ اور وہ علماء وہ ہیں کہ جن کا قول یہ ہے کہ معتزلہ اور شیعہ اپنے بعض مسائل کے سبب سے کافر ہیں۔ اس لئے اب ان دونوں اقوال میں مطابقت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس واسطے کہ یہ دونوں اقوال ایک ہی شخص کے قول نہیں ہیں۔

ولا یخفی ان الجواب الاول تخصیص وتقییدٌ للکلام بلا دلیل فالجواب الثانی مبنیٌّ علی اختلاف القائلین بالقولین وھو خلاف الواقع بل القائلون بتلک القاعدۃ ھم الذین یکفرون بخلق القراٰن وسبّ الشیخین وقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات الی غیر ذالک

ترجمہ: یعنی ظاہر ہے کہ جواب اول میں تخصیص وتقیید ہے کلام کی بغیر دلیل کے اور دوسرے جواب کی بناء اس پر ہے کہ دونوں اقوال کے قائل دو شخص ہیں حالانکہ یہ بھی خلاف واقع ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ اس قاعدہ کے قائل وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جو یہ کہے کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا وہ شیخین کو برا کہے یا وہ شخص اس امر کا قائل ہو کہ عالم قدیم ہے یا وہ شخص علم بالجزئیات کی نفی کرے یا اسی طرح کا اس کا کوئی عقیدہ فاسد ہو۔

قال السیّد فی شرح المواقف اعلم ان عدم تکفیر اھل القبلۃ موافق لکلام الشیخ الاشعری والفقھاء کما مرّ لکنا اذا فتّشنا عقائد فرق الاسلامیین وجدنا منھا ما یوجب الکفر قطعا کالعقائد الراجعۃ الی وجود الٰہ غیر اللہ سبحانہٗ او الی حلولہ فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم او الی ذمّہ او استخفافہ او الی استباحۃ المحرمات واسقاط الواجبات الشرعیّۃ انتہٰی۔

یعنی کہا سید نے شرح مواقف میں کہ جاننا چاہیئے کہ عدم تکفیر اہل قبلہ کی اس قول کے موافق ہے جو قول شیخ اشعری اور فقہاء کا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لیکن ہم نے جب تفتیش کی کہ اہل اسلام کے فرقوں کے عقائد کس کس طرح کے ہیں تو ہم نے ایسا پایا کہ منجملہ ان عقائد کے بعض عقائد سے قطعی کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً یہ عقیدہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا بھی ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں میں

حلول کیا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار یا ایسا عقیدہ کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت یا توہین ہوتی ہو، یا یہ عقیدہ کہ جس سے محرمات کو مباح جاننا اور واجبات شرعیہ کو ساقط کر دینا ثابت ہوتا ہے یعنی ان جیسے عقائد سے قطعی کفر لازم آتا ہے۔

بل التحقیق ان المراد باھل القبلۃ ھمُ الذین لا ینکرون ضروریات الدین لا من یوجّہ وجھہ الی القبلۃ فی الصلوٰۃ قال اللہ تعالیٰ: لیس البرّ ان تُولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرّ مَنْ اٰمَنَ باللہِ والیوم الاٰخر الخ

فمن انکر ضروریات الدین لم یبق من اھل القبلۃ لانّ ضروریات الدین منحصرۃ عندھم فی ثلاثۃ مدلول الکتاب بشرط ان یکون نصًّا صریحًا لا یُمکن تاویلہ کتحریم الخمر والمیسر واثبات العلم والقدرۃ والارادۃ والکلام لہ تعالیٰ وکون اسابقین الاوّلینَ من المھاجرین والانصار مرضیّین عند اللہ تعالیٰ وانہ لا یجوز اھانتھم والاستخفاف بھم مدلول السنّۃ المتواترۃ لفظًا او معنًا سواءٌ کان من اعتقادیات او من العملیات وسواءٌ کان فرضًا او نفلا کوجوب محبۃ اھل البیت من الازواج والبنات والجمعۃ والعیدین والمجمع علیہ اجماعًا قطعیًّا کخلافۃ الصدّیق والفاروق ونحو ذالک ولا شبھۃ ان من انکر امثال ھذہٖ الامور لم یصحّ ایمانہٗ بالکتاب والنبیّین اذ فی تخطئہ الاجماع القطعی تضلیل لجمیع الامّۃ فیکون انکارًا بقولہ تعالیٰ: کنتم خیر امّۃٍ اخرجت للناس وقولہ تعالیٰ: وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وبقولہ علیہ السّلام: لا یجتمع اُمّتی علی الضلالۃ وھو متواتر معنوی فلا یکون منکر ھٰذہ الامور مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ۔

یعنی بلکہ تحقیق یہ ہے کہ مراد اہل قبلہ سے وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین کے منکر نہ ہوں اور اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد نہیں جو محض نماز میں قبلہ رو کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: کہ نیکی نہیں کہ پھیرو تم اپنا منہ پورب اور پچھم کی طرف بلکہ نیکی اس شخص نے کی جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔ الخ

یعنی اور نیکی کی اس شخص نے جس نے وہ کام کیا جس کی تفصیل اس آیت میں آخر آیت تک مذکور ہے۔ تو جو شخص ضروریات دین سے منکر ہو گیا وہ اہل قبلہ سے باقی نہ رہا۔ اس واسطے کہ ضروریات دین علماء کرام کے نزدیک تین امور میں منحصر ہیں۔ ایک امر یہ ہے کہ مدلول کتاب یعنی صریح معنی کسی آیت قرآن شریف کا بشرطیکہ وہ نص صریح ہو۔ اس کی تاویل ممکن نہ ہو۔ مثلاً حرام جاننا ماں اور بیٹی کو اور حرام جاننا شراب اور جوا کو اور یہ ثابت کرنا کہ اللہ تعالیٰ میں صفت علم اور قدرت اور ارادہ اور کلام کی ہے اور یہ جاننا کہ سابقین الاولین مہاجرین ولا انصار اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان صاحبوں کی اہانت جائز نہیں۔

اوران صاحبوں کی شان میں کوئی کلمہ خفیف کہنا جائز نہیں۔ یعنی یہ اُمور ضروریات دین سے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ اُمور نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہیں اور دوسرا امر منجملہ ان تین اُمور کے یہ ہے کہ مدلول سنت یعنی جو امر حدیث متواتر سے صراحتًا مفہوم ہو۔ وہ حدیث متواتر باعتبار لفظ کے ہو یا صرف باعتبار معنی کے متواتر ہو۔ خواہ وہ امر متعلق اعتقاد یا متعلق عمل کے ہو اور خواہ وہ امر فرض ہو یا نفل ہو اس کی مثال یہ ہے واجب ہونا محبت اہل بیت کی یعنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی اور صاحبزادیوں کی اور واجب ہونا جمعہ اور عیدین کا۔ اور تیسرا امر منجملہ ان تین اُمور کے اجماع قطعی ہے۔ مثلًا خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کی اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایسے ہی اور جو اُمور ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو شخص ایسے اُمور کا منکر ہو اُس کا ایمان قرآن شریف اور پیغمبروں پر صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ جب اُس کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسا امر جس پر اُمت کا اجماع قطعی ہوا ہے خطا ہے۔ تو وہ شخص اپنے خیال میں اس اُمت کے تمام لوگوں کو گمراہ سمجھتا ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کو انکار ہے اللہ تعالےٰ کے اس کلام پاک سے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کے بارے میں فرمایا کہ جس قدر کہ اُمت ہوئی اُن میں سے تم لوگ بہترین اُمت ہو۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس امت کو بہترین امت فرمایا اور اُس کیخلاف اُس شخص کا خیال ہے کہ اس امت کے لوگ گمراہ ہوئے کہ غلط امر کو ان لوگوں نے صحیح سمجھ لیا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالےٰ کے اُس کلام سے بھی انکار ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ الخ

یعنی اللہ تعالےٰ نے اُس شخص کے بارے میں عتاب فرمایا جس شخص کو سیدھی راہ معلوم ہو جائے اور پھر وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے سوا کوئی دوسری راہ اختیار کرے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اُس شخص کو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم کی اُس حدیث شریف سے انکار ہے:۔

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَى الضَّلَالَةِ ۔ ترجمہ: یعنی میری اُمت کے لوگوں کا اجتماع گمراہی پر نہ ہوگا:

تو جو شخص ان اُمور کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔

وَقَدْ عَرَّفَ بَعْضُهُمْ ضَرُوْرِيَاتِ الدِّيْنِ بِاَنَّهَا اُمُوْرٌ يَّشْتَرِكُ فِىْ مَعْرِفَتِهَا الْمُتَدَيِّنُ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَغَيْرُ الْمُتَدَيِّنِ بِهٖ

ترجمہ: یعنی بعض علماء کرام نے ضروریات دین کی یہ تعریف کی ہے کہ ضروریات دین وہ اُمور ہیں جن کو وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو پابند دین اسلام ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو دین اسلام کے پابند نہیں۔

وبالجملة قولهم لا نكفر احدًا من اهل القبلة كلام مجمل باق على عمومه لكن له

تفصيل طويل والشان فى معرفة من هو من اهل القبلة ومن ليس منهم فلم بعض الفقهاء قد بالغوا فى تكفير من ينكر بعض المسائل الاجتهادية المشهورة عند قوم دون قوم كحرمة لبس المعصفر ونحو ذلك وهو مذهب ركيك جدًا واما من فرق بين الاصول والفروع فكفر فى احدهما دون الاخرى فان اراد نفس الاعمال فنعم ومرحبا وان اراد اعتقاد وجوبها وسنيتها فلا اذ لا شبهة فى ان من انكر وجوب الزكوٰة او وجوب الوفاء بالعهد او وجوب الصلوٰة الخمس او كون الاذان مسنونًا فقد كفر كما يدل عليه قتال مانعى الزكوٰة فى صدر الاسلام نعم فى بعضها يكون كفرًا تاويليًا لكن التاويل غير مسموع فى امثال هذه الامور الجلية كما لم يسمع تاويل مانع الزكوٰة متمسكين بقوله تعالى: ان صلوٰتك سكن لهم وكما لم يسمع تاويل الحرورية فى انكار العلم بالجزئيات على الوجه الجزئى مع القول بثبوت العلم على وجه كلى فلا ينبغى الاقدام عليه اذ ليس مخالف هذه الاحكام منصوصًا نصًا جليًا لا فى الكتاب ولا فى السنة المتواترة هذا والله تعالى اعلم ۔

ترجمہ: یعنی حاصل یہ کہ علماء کرام کا قول ہے کہ اس کو کافر نہیں کہتے جو اہل قبلہ سے ہو یہ کلام مجمل ہے اپنے عموم پر باقی ہے لیکن اس کلام میں بڑی تفصیل ہے بحث اس امر میں ہے کہ کون لوگ اہل قبلہ سے ہیں اور کون لوگ اہل قبلہ سے نہیں تو بعض فقہاء نے کیوں مبالغہ کیا کہ اُس شخص کو کافر کہہ دیا جو منکر ہوا ان بعض مسائل اجتہادیہ کا جو بعض قوم کے نزدیک مشہور نہیں۔ مثلًا حرام ہونا پہننا کسم کا رنگا ہوا اور مانند اس کے اور جو اُمور ہیں ان کا وہ منکر ہے اور یہ مذہب نہایت رکیک ہے لیکن جس نے تفریق کی درمیان اُصول اور فروع کے پس کافر کہا ایک میں نہیں دوسرے میں تو اگر اس کی مراد نفس اعمال ہیں تو یہ بہتر ہے اور اگر اس کی مراد اعتقاد وجوب اعمال و سنیت اعمال ہیں۔ تو اس میں اُس کا خیال صحیح نہیں اس واسطے کہ اس میں شبہ نہیں کہ وہ شخص کافر ہے جو ان اُمور میں سے کسی امر کا منکر ہو۔ زکوٰۃ کا واجب ہونا اور عہد کا ایفاء واجب ہونا۔ اور پنج وقتی نماز کا واجب ہونا اور آذان کا مسنون ہونا۔ اس واسطے کہ مانعین زکوٰۃ سے شروع اسلام میں جہاد کیا گیا۔ البتہ من جملہ ان اُمور کے بعض اُمور کے انکار سے کفر تاویلی لازم آتا ہے لیکن ایسے ظاہر اُمور میں تاویل قابل سماعت نہیں۔ جیسا کہ مانعین زکوٰۃ کی تاویل نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اللہ جل شانہٗ کا یہ کلام پیش کیا۔

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۔ تحقیق کہ آپ کی دعا تسکین واسطے ہے اُن کے: اور حروریہ کی تاویل انکار تحکیم میں نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پیش کیا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۔ یعنی صرف اللہ تعالےٰ کے حکم کا اعتبار ہے۔ لیکن جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا انکار کرے یا انکار کرے علم بالجزئیات سے بطریق جزئی۔ مگر وہ قائل ہو ثبوت علم کا بطریق کلی تو ایسے شخص کی تکفیر کی جرأت نہ کرنی چاہیے

اور ان صاحبوں کی شان میں کوئی کلمہ خفیف کہنا جائز نہیں۔ یعنی یہ امور ضروریات دین سے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ امور نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہیں اور دوسرا امر منجملہ ان تین امور کے یہ ہے کہ مدلول سنت یعنی جو امر حدیث متواتر سے صراحتاً مفہوم ہو۔ وہ حدیث متواتر باعتبار لفظ کے ہو یا صرف باعتبار معنی کے متواتر ہو۔ خواہ وہ امر متعلق اعتقاد یا متعلق عمل کے ہو اور خواہ وہ امر فرض ہو یا نفل ہو اس کی مثال یہ ہے واجب ہونا محبت اہل بیت کی یعنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی اور صاحبزادیوں کی اور واجب ہونا جمعہ اور عیدین کا۔ اور تیسرا امر من جملہ ان تین امور کے اجماع قطعی ہے۔ مثلاً خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض کی اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور ایسے ہی اور جو امور ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو شخص ایسے امور کا منکر ہو اس کا ایمان قرآن شریف اور پیغمبروں پر صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ جب اس کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسا امر جس پر اُمت کا اجماع قطعی ہوا ہے خطا ہے۔ تو وہ شخص اپنے خیال میں اس اُمت کے تمام لوگوں کو گمراہ سمجھتا ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کو انکار ہے اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک سے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے بارے میں فرمایا کہ جس قدر کہ اُمت ہوئی ان میں سے تم لوگ بہترین اُمت ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بہترین امت فرمایا اور اس کیخلاف اس شخص کا خیال ہے کہ اس امت کے لوگ گمراہ ہوئے کہ غلط امر کو ان لوگوں نے صحیح سمجھ لیا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے بھی انکار ہے۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں عتاب فرمایا جس شخص کو سیدھی راہ معلوم ہو جائے اور پھر وہ شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ کے سوا کوئی دوسری راہ اختیار کرے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس شخص کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس حدیث شریف سے انکار ہے۔

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ۔ ترجمہ: یعنی میری امت کے لوگوں کا اجتماع گمراہی پر نہ ہوگا۔

تو جو شخص ان اُمور کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔

وَقَدْ عَرَّفَ بَعْضُهُمْ ضَرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ بِاَنَّهَا اُمُوْرٌ تَشْتَرِكُ فِیْ مَعْرِفَتِهَا الْمُتَدَیِّنُ بِدِیْنِ الْاِسْلَامِ وَغَیْرُ الْمُتَدَیِّنِ بِهٖ

ترجمہ: یعنی بعض علماء کرام نے ضروریات دین کی یہ تعریف کی ہے کہ ضروریات دین وہ اُمور ہیں جن کو وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو پابند دین اسلام ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو دین اسلام کے پابند نہیں۔

وبالجملة قولهم لا نكفر احدًا من اهل القبلة كلام مجمل باق على عمومه لكن له

تفصيل طويل والشان فى معرفة من هو من اهل القبلة ومن ليس منهم فلم بعض الفقهاء قد بالغوا فى تكفير من ينكر بعض المسائل الاجتهادية المشهورة عند قوم دون قوم كحرمة لبس المعصفر ونحو ذلك وهو مذهب ركيك جدًا واما من فرق بين الاصول والفروع فكفر فى احدهما دون الاخرى فان اراد نفس الاعمال فنعم ومرحبا وان اراد اعتقاد وجوبها وسنيتها فلا اذ لا شبهة فى ان من انكر وجوب الزكوٰة او وجوب الوفاء بالعهد او وجوب الصلوٰة الخمس او كون الاذان مسنونًا فقد كفر كما يدل عليه قتال مانعى الزكوٰة فى صدر الاسلام نعم فى بعضها يكون كفرًا تاويليًا لكن التاويل غير مسموع فى امثال هذه الامور الجلية كما لم يسمع تاويل مانع الزكوٰة متمسكين بقوله تعالىٰ: ان صلوٰتك سكن لهم وكما لم يسمع تاويل الحرورية فى انكار العلم بالجزئيات على الوجه الجزئى مع القول بثبوت العلم على وجه كلى فلا ينبغى الاقدام عليه اذ ليس مخالف هذه الاحكام منصوصًا نصًا جليًا لا فى الكتاب ولا فى السنة المتواترة هذا والله تعالىٰ اعلم۔

ترجمہ: یعنی حاصل یہ کہ علماء کرام کا قول ہے کہ اس کو کافر نہیں کہتے جو اہل قبلہ سے ہو یہ کلام مجمل ہے اپنے عموم پر باقی ہے لیکن اس کلام میں بڑی تفصیل ہے بحث اس امر میں ہے کہ کون لوگ اہل قبلہ سے ہیں اور کون لوگ اہل قبلہ سے نہیں تو بعض فقہائے کیوں مبالغہ کیا کہ اس شخص کو کافر کہہ دیا جو منکر ہوا ان بعض مسائل اجتہادیہ کا جو بعض قوم کے نزدیک مشہور نہیں۔ مثلاً حرام ہونا پہننا کسم کا رنگا ہوا اور مانند اس کے اور جو اُمور ہیں ان کا وہ منکر ہے اور یہ مذہب نہایت رکیک ہے لیکن جس نے تفریق کی درمیان اُصول اور فروع کے پس کافر کہا ایک میں نہیں دوسرے میں تو اگر اس کی مراد نفس اعمال ہیں تو یہ بہتر ہے اور اگر اس کی مراد اعتقاد وجوب اعمال وسنیت اعمال ہیں۔ تو اس میں اس کا خیال صحیح نہیں اس واسطے کہ اس میں شبہ نہیں کہ وہ شخص کافر ہے جو ان اُمور میں سے کسی امر کا منکر ہو۔ زکوٰۃ کا واجب ہونا اور عہد کا ایفا واجب ہونا۔ اور پنج وقتی نماز کا واجب ہونا اور اذان کا مسنون ہونا۔ اس واسطے کہ مانعین زکوٰۃ سے شروع اسلام میں جہاد کیا گیا۔ البتہ من جملہ ان امور کے بعض اُمور کے انکار سے کفر تاویلی لازم آتا ہے لیکن ایسے ظاہر اُمور میں تاویل قابل سماعت نہیں۔ جیسا کہ مانعین زکوٰۃ کی تاویل نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں اللہ جل شانہٗ کا یہ کلام پیش کیا۔

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ تحقیق کہ آپ کی دعا تسکین واسطے ہے ان کے: اور حروریہ کی تاویل انکار تحکیم میں نہ سنی گئی کہ ان لوگوں نے اپنے مدعاء کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پیش کیا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کا اعتبار ہے۔ لیکن جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار کرے یا انکار کرے علم بالجزئیات سے بطریق جزئی۔ مگر وہ قائل ہو ثبوت علم کا بطریق کلی تو ایسے شخص کی تکفیر کی جرأت نہ کرنی چاہیے

اس واسطے کہ ان احکام کی مخالفت کے لئے نص جلی میں کوئی صاف حکم نہیں نہ بظاہر قرآن شریف میں ہے اور نہ حدیث متواتر میں ہے اس امر کو بغور سمجھنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

فان قیل ما الدّلیل علیٰ ان المراد من اھل القبلۃ ھُمُ المصدقون بجمیع ضروریات الدّین ای دلالۃ بلفظ اھل القبلۃ قلنا الدلیل علیہ الکفر یتقابل الایمان تقابل العدم والملکۃ اذ الکفر عدم الایمان والمتقابلان بالعدم والملکۃ لایکون بینھما واسطۃ بالنظر الیٰ خصوص الموضوع وان امکن بینھما واسطۃ بالنظر الی الواقع کالعمی والبصر فان الذی من شانہ البصر لایخلوا عن احدھما ولا شبھۃ ان الایمان مفھومہ الشرعیُّ المعتبر بہٖ فی کتب الکلام والعقائد والتفسیر والحدیث ھو تصدیق النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہٖ ضرورۃً عما من شانہٖ ذالک لیخرج الصبیُّ والمجنون والحیوانات والکفر عدم الایمان عما من شانہٖ ذٰلک التصدیق فمفھوم الکفر ھو عدم تصدیق النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہٗ بہٖ ضرورۃً وھو بعینہٖ ما ذکرنا من ان من انکر واحدًا من ضروریات الدّین اتّصف بالکفر ثم عدم التصدیق لہ مراتب اربع فیحصل للکفر ایضا اقسام اربعۃ الاول کفر الجھل وھو تکذیب النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم صریحًا فیما علم مجیئہ بہٖ مع العلم بکونہٖ علیہ السّلام کاذبًا فی دعواہ وھذا ھو کفر ابی جھل واضرابہٖ والثانی کفر الجحود والعناد وھو تکذیبہٗ مع العلم بکونہٖ صادقًا فی دعواہٗ وھو کفر اھل الکتاب کقولہٖ تعالیٰ: الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وقولہ تعالیٰ: وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا۔ وکفر ابلیس من ھذا القبیل والثالث کفر الشکّ کما کان لاکثر المنافقین۔ والرابع کفر التاویل وھو ان یحمل کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ غیر محملہٖ۔ او علی التقیۃ والمراعاۃ والمصالح ونحوذٰلک ولما کان التوجّہ الی القبلۃ من خواص معنی الایمان سواءٌ کان شاملۃ او غیر شاملۃ عبّر عن الایمان باھل القبلۃ کما ورد فی الحدیث نھیت عن قتل المصلین والمراد المؤمنین مع ان نص القراٰن علیٰ ان اھل القبلۃ ھم المصدّقون بالنبی صلّی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما علم مجیئہٗ بہٖ وھو قولہ تعالیٰ: وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ وَکُفْرٌ بِہٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَھْلِہٖ مِنْہُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللہِ فَلْیَتَأَمَّلْ

ترجمہ: یعنی اگر یہ شبہ ہو کہ کیا دلیل ہے اس امر پر کہ مراد اہل قبلہ سے وہی لوگ ہیں جو تصدیق کریں جمیع ضروریات دین کی۔ تو اہل قبلہ کے لفظ سے یہ کہاں سمجھا جاتا ہے۔ ہم اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ اس امر پر دلیل یہ ہے کہ کفر اور ایمان میں تقابل عدم ملکہ کا ہے۔ اس واسطے کہ کفر سے مراد عدم ایمان ہے اور جن دو چیزوں میں

عدم و ملکہ کا تقابل ہوتا ہے تو ان دونوں چیزوں میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا باعتبار خصوص موضوع کے اور اگرچہ ممکن ہے کہ ان دونوں چیزوں میں واسطہ ہو باعتبار واقع کے مانند عمی اور بصر کے اس واسطے کہ جس کی شان میں بصر ہے وہ ضرور ہے اسمیں یا عمی ہو یا بصر ہو۔ ان دونوں امر میں سے کسی ایک امر سے وہ خالی نہیں ہو سکتا اور اس امر میں کچھ شبہ نہیں کہ کتب کلام و عقائد و تفسیر و حدیث میں ایمان کی تعبیر یہ ہے کہ ایمان تصدیق ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ان امور میں بداہتًا معلوم ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا ہے۔ اور یہ تصدیق اس شخص کی طرف سے ہو جس کی شان سے یہ ہو کہ وہ تصدیق کر سکتا ہے۔ تو مفہوم کفر کا یہ ہوا عدم تصدیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ان اُمور میں جو بداہتًا معلوم ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور مفہوم کفر کا بعینہٖ وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ جو شخص ضروریات دین سے کسی ایک امر کا بھی منکر ہو تو اس شخص میں کفر پایا جائے گا۔ البتہ عدم تصدیق کے چار مراتب ہیں۔ اس اعتبار سے کفر کی بھی چار قسمیں ہوئیں۔

۱۔ پہلی قسم کفر کی جہل ہے۔ اور کفر جہل سے مُراد تکذیب کرنا ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صراحتًا اُن امور میں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا ہے اور یہ عقیدہ باطل ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دعوٰی میں کاذب تھے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اسی طرح کا کفر ابوجہل کا کفر تھا اور جو کفار اس کے مانند ہوئے ان کا کفر بھی ایسا ہی تھا۔

۲۔ دوسری قسم کفر کی کفر جحود و عناد ہے اور اس قسم کے کفر سے مُراد تکذیب ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی باوجود اس علم کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دعوٰی میں صادق ہوئے اور اسی طرح کا کفر اہل کتاب کا کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی یعنی جو لوگ اہل کتاب سے ہیں وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا وہ لوگ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے انکار کیا اس امر کا، حالانکہ اس امر کا صحیح ہونا یہ لوگ یقینًا جانتے ہیں: یہ انکار صرف بے انصافی اور تکبر سے ہے اور اسی طرح کا کفر ابلیس کا کفر بھی ہے۔

۳۔ تیسری قسم کفر کی شک ہے جیسا کہ اکثر منافقین کا کفر تھا۔

۴۔ چوتھی قسم کفر کی کفر تاویل ہے اور کفر تاویل سے مُراد یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو ایسے معنی پر حمل کرنا جو فی الواقع اس کلام کا معنی نہ ہوں۔ یا محمول کرنا اس کلام کو تقیہ اور رعایت مصلحت پر یا ایسا ہی کسی اور امر غلط پر اس کو حمل کرنا اور چونکہ نماز میں قبلہ رُو کھڑا ہونا ایمان کے خاصہ سے ہے خواہ شاملہ ہو یا خاصہ غیر شاملہ ہو۔ اس واسطے اہل شرع نے ایمان کی تعبیر اہل قبلہ کے لفظ کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:-
کہ میں منع کیا گیا قتل سے نمازیوں کے: اس حدیث میں مراد نمازیوں سے مسلمان ہیں۔ حالانکہ نص قرآن شریف

سے صراحتاً ثابت ہے کہ اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے تصدیق کی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ان سب امور میں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنگ کرنا ماہ حرام میں بڑا کرنا ہے اللہ تعالے کی راہ سے اور کفر کرنا ہے اسکی شان میں، اور کفر کرنا ہے مسجد حرام کی شان میں اور نکال دینا مسجد حرام کے لوگوں کو زیادہ بُرا ہے نزدیک اللہ تعالے کے۔ یہ مسئلہ قابل غور ہے۔

سوال : کس امر سے کفر لازم آتا ہے اور کس امر سے نہیں۔؟

جواب : امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ایک رسالہ اس بیان میں ہے کہ کس امر میں کفر لازم آتا ہے اور کس امر سے کفر لازم نہیں آتا۔ اس رسالہ میں کلام طویل کے بعد یہ لکھا ہے :-

اعلم ان شرح ما یکفر بہ وما لا یکفر بہ یستدعی شرحاً طویلاً یفتقر الی ذکر المقالات والمذاہب وذکر شبہۃ کل واحد و دلیلہ ووجہ بعدہ عن الظاہر ووجہ تاویلہ وذلک لا یحتویہ مجلدات ولیس یسع شرح ذلک اوقاتی فاقتنع الآن بوصیۃ وقانون اما الوصیۃ فان تکف لسانک من اہل القبلۃ ما امکنک ما داموا قائلین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ غیر مناقضین لہا والمناقضۃ تجویز ہم الکذب علیہ بعذر او بغیر عذر فان التکفیر فیہ خطر والسکوت لا خطر فیہ اما القانون فہو ان تعلم ان اصول الایمان ثلاثۃ الایمان باللہ وبالرسول وباليوم الآخر وما عداہ فروع فاعلم انہ لا تکفیر فی الفروع اصلاً لکن فی بعضہا تخطیۃ کما فی الفقہیات وفی بعضہا تبدیع کالخطاء المتعلق بالامامۃ واقوال الصحابۃ واعلم ان الخطاء فی الامامۃ وتعیینہا وشروطہا وما یتعلق بہا لا یوجب شیٔ منہا التکفیر ولا یلتفت الی قوم یعظمون امر الامامۃ ویجعلون الایمان بالامام مقروناً باللہ وبرسولہ ولا الی خصومہم المکفرین لہم بمجرد مذہبہم فی الامامۃ فکل ذالک اسراف اذ لیس فی الواحد من القولین تکذیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومہما وجد التکذیب وجب التکفیر۔

یعنی جاننا چاہیئے کہ تفصیل اس مسئلہ کی کہ کس امر سے کفر لازم آتا ہے اور کس امر سے کفر لازم نہیں آتا ہے اس کے لئے ایک شرح طویل کی ضرورت ہے کہ اس بارے میں لوگوں کے جو اقوال اور مذاہب ہیں ذکر کئے جائیں اور ہر ایک شبہ کا ذکر کیا جائے۔ اور اس کی دلیل بیان کی جائے۔ اور یہ بیان کیا جائے کہ کس وجہ سے وہ قول ظاہراً قیاس سے بعید معلوم ہوتا ہے اور اس کی تاویل کس طرح ہوتی ہے اور ان امور پر طول وطویل کتابیں حاوی نہیں ہو سکتی ہیں اور نہ میرے اوقات میں اس قدر گنجائش ہے کہ اس کی شرح کی جائے۔ لہٰذا فی الحال ایک وصیت اور ایک قانون کے بیان کرنے پر قناعت کرتا ہوں تو وہ وصیت یہ ہے کہ اپنی زبان تا امکان اہل قبلہ کی تکفیر کرنے سے روک رکھو۔ جب تک اہل قبلہ سے کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور یہ کلمہ پڑھے اور نفاق سے یہ کلمہ نہ کہتا ہو۔ اس کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔ اور نفاق سے مراد یہ ہے کہ وہ جائز جانتا

ہو کہ عذر سے یا بلا عذر یہ کلمہ دروغ کے طور پر کہا جائے۔ یعنی دل سے تصدیق نہ کی جائے۔ صرف زبان ایمان ظاہر کیا جائے۔ اس واسطے کہ تکفیر میں خطرہ میں ہے اور سکوت میں خطرہ نہیں۔ لیکن قانون یعنی شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جاننا چاہیئے کہ اصول ایمان کے تین ہیں۔ یعنی ایمان لانا اللہ پر اور رسُول پر اور آخرت کے دن پر اور اس کے سوا سب فروع ہیں تو جاننا چاہیئے کہ فروع کے بارے میں ہرگز تکفیر ثابت نہیں البتہ بعض فروع میں تخطیہ ہے یعنی اس کے بارے میں کسی کی طرف خطا کی نسبت کی جاسکتی ہے۔ جیسے مسائل فقہیہ میں اور بعض فروع کے بارے میں بدعت کی نسبت کی جاسکتی ہے جیسے خطا جو امامت اور صحابہ کے احوال سے متعلق ہے اور جاننا چاہیئے کہ خطا اصل امامت میں اور اس کی تعیین و شروط اور اس کے متعلقات میں سے کوئی امر تکفیر کے لئے موجب نہیں اور ان لوگوں کا قول قابل لحاظ نہیں کہ امامت کے مسئلہ کو حد سے بڑھا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ امام پر ایمان لانا اللہ اور انکے رسول پر ایمان لانے کے برابر ہے اور نہ ان کے خصم یعنی مخالفین کا قول قابل لحاظ ہے کہ ان لوگوں کو امامت کے بارے میں جو کہ ان کا مذہب ہے صرف اس مذہب کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔ تو ان دونوں اقوال میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے۔ اس واسطے کہ منجملہ ان اقوال کے کسی قول سے تکذیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لازم نہیں آتی اور جب تک تکذیب لازم آتی ہے تو اس صورت میں تکفیر کی جاتی ہے۔

یہ مضمون امام غزالی رحمۃ اللہ تعالے کے رسالہ مذکورہ کی عبارت کا ہے اور اس بارے میں اس رسالہ میں اس عبارت کے بعد کلام طویل ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کا یہ کلام اس کے موافق ہے جو عقائد میں مذکور ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیئے وامام غزالی علیہ الرحمۃ کا یہ کلام اس کے خلاف ہے جو کہ فتاوی میں مذکور ہے کہ جس شخص کو حضرات شیخین کی خلافت سے انکار ہو وہ کافر ہے۔

سوال : لزوم کفر اور انکار کفر میں کیا فرق ہے؟

جواب : لزوم کفر اور انکار کفر میں فرق یہ ہے کہ کوئی نص کسی امر میں وارد ہوئی ہو۔ اور کوئی شخص اس نص کی تاویل بعید کرے۔ کہ وہ تاویل باعتبار قواعد عربیہ اور اُصول کے درست نہ ہوتی ہو۔ اور وہ شخص تاویل بعید کر کے اس نص کے ظاہر معنی سے انکار کرے۔ تو اس سے کفر لازم نہ آئے گا۔ البتہ کفر اس وقت متحقق ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کرے اور باوجود اس کے اس نص سے بلا تأمل انکار کرے اور کہے اگرچہ نص وارد ہے مگر میں اس معنی کو قبول نہیں کرتا اس سے باعتبار واقعہ اور نفس الامر کے کفر لازم آئے گا۔ اور باعتبار اعتقاد منکر کے الزام کفر کا ہوگا اور معنی لزوم کفر کے یہ ہیں کہ کوئی عقیدہ مثلاً فی الواقع کفر ہو اور اس کے قائل کے بارے میں جحود یعنی انکار لازم آتا ہو۔ لیکن اس کا قائل نہ جانتا ہو کہ یہ جحود کفر ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔

سوال : اہل کتاب کے ایمان کے فضائل کیا ہیں؟

جواب : یہ حدیث شریف میں ہے :-